اپنے خاندان کا صفایا کیا ہے اور یہ سارا جھگڑا اور فساد اسے پسند کی شادی کی اجازت نہ ملنے پر ہوا ہے۔ کیونکہ ولی عہد بھارتی نژاد دیویانی رانا نامی دوشیزہ سے عشق کے مرض میں مبتلا تھے اور ولی عہد کو شادی کی اجازت نہ دینے کی ایک وجہ وہی بادشاہوں کی انانیت‘ غرور ونخوت‘ ضد اور عوام کو اپنے سے کم تر بلکہ حقیر سمجھنا ہے‘ اسی باعث ماضی میں انار کلی کنیز کو مغل بادشاہ نے دیوار میں چنوایا اور برطانوی شاہی خاندان نے اپنی بہو لیڈی ڈیانا کو ایک مصری مسلمان سے شادی کرنے سے روکنے کیلئے گاڑی کے ایکسیڈنٹ میں مروایا۔ اسی لئے انہی روایات کے پیش نظر نیپالی بادشاہ نے ولی عہد کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔

کہتے ہیں کہ عشق کا جذبہ جتنا دھیما ہوتا ہے ناموافق حالات اور مشکلات کی مسلسل آنچ سے یہ کبھی کبھار آتش فشاں پہاڑ کی مانند پھٹ بھی سکتا ہے۔ اور بالآخر اپنے ساتھ ہر شئے کو نیست ونابود کر دیتا ہے اور دیپندرا نے بھی یہی کیا۔ ؎

عشق آں شعلہ ست کہ چوں بر فروخت ہر کہ جز معشوق باشد جملہ سوخت

پرانے واقعات میں ”عشاق کی بہادری“ وغیرہ کا جو ذکر ملتا ہے کہ وہ اپنے مقصد کے حصول کیلئے مرنے اور مارنے پر بھی تیار نظر آتے تھے اس کی ایک نظیر موجودہ زمانے میں ایک ریاست کے ولی عہد اور برطانیہ کے اعلیٰ ترین تعلیمی ادارے کے گریجویٹ عاشق نے بھی کر دکھائی۔ شاید غالب مرحوم نے ایسے ہی انتہا پسند عاشقوں کیلئے کہا تھا کہ ع کہتے ہیں جسے عشق خلل ہے دماغ کا۔ ولی عہد نے اپنے والدین اور خاندان کو موت کے گھاٹ اتارنے کے ساتھ بادشاہت کا تاج جو اس سے کچھ فاصلے پر تھا اسے بھی برطانوی بادشاہ ایڈورڈ ہفتم کی طرح عشق کی قربان گاہ پر چڑھا دیا۔ اور آخر میں فرہاد کی طرح تیشے سے اپنا سر بھی پھوڑ دیا۔ ؎

ترکِ مال و ترکِ جان و ترکِ سر در طریقِ عشق اول منزلست

اور دنیا ومافیہا کی تمام پونجی صرف ایک خواہش کیلئے لٹا دی اب اسے دیوانگی‘ جہالت اور درندگی کہیے یا وارفتگی‘ جانفروشی اور وفاشعاری کی انوکھی مثال۔ بہرحال عجائبات وحوادثات سے مرکب اس دنیا کا یہ بھی ایک عجیب وغریب دلخراش واقعہ ہے۔ اور اس سے سبق لینا چاہیے۔ الغرض بادشاہ واقعی مطلق العنان ہوتے ہیں اور جو جی میں آیا کر گزرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے‘ موجودہ بادشاہ بھی بہرحال آمر تھا اور اس کے آباؤ اجداد نے بھی ضرور مظالم ڈھائے ہوں گے کیونکہ بادشاہت کا قصر خون ناحق اور انسانوں کی لاشوں پر ہی کھڑے کئے جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ قدرت نے ان سے انتقام لیا ہو اور شاید اسلئے ایک ہی وار میں شاہی خاندان کا صفایا ہو گیا اور ان کا اپنا ہی فرزند ان کیلئے باعث وبال ہوا۔

نہ جا اس کے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اسکی ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

ان فی ذالك لذكرى لمن كان له قلب اوالقى السمع وهو شهيد

ابواب الاطعمۃ سے کیوں فرمایا اسکا جواب یہ ہے کہ اس جامع کے اندر جتنے اہم مباحث ہیں انکا تعلق تشریعیات سے ہے۔ عبادات اور تفسیر ایسی چیزیں ہیں کہ خود عقل ان کی تشریع نہیں کر سکتی۔ لازماً شریعت نے ان امور میں ہماری راہنمائی کرنے کی تعیین شریعت کا اتنا جامع نظام ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں کوئی تفریق روا نہیں رکھتی تشریعی اور غیر تشریعی تمام امور کا استقصاء و احاطہ کرتی ہے۔ اور سب میں رہنمائی ضروری سمجھتی ہے۔

فطرت :

کھانا پینا فطری امور میں سے ہے فطری امر وہ ہوتا ہے جس میں کسی سے تعلیم و تعلم کی ضرورت نہ ہو۔ انسان پیدائشی طور پر کھانے پینے کا محتاج ہے کوئی نبی یا فلسفی کسی کو اس کی تعلیم دے یا نہ دے ہر حیوان کو جب اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے تو اس کی فطرت میں ڈال دیتا ہے کہ تیری بقاء کے لئے کھانا پینے کی ضرورت ہے کسی کالج اور یونیورسٹی میں کوئی حیوان اس کے بارے میں تعلیم حاصل نہیں کرتا۔ بچہ پیدا ہوتے ہی ماں کا دودھ پینا شروع کر دیتا ہے۔ اس کو کس نے سمجھایا اللہ نے اس کی فطرت میں یہ بات ڈال دی۔ فطرۃ التی فطرالناس علیھا. فطرت اس کو کہتے ہیں جس کیلئے تعلیم و تعلم کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے حدیث میں ہے عشر من الفطرۃ. حضورؐ ان فطری امور کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ سر کے بالوں کا کٹوانا یا منڈانا بغلیں صاف کرنا ناخن کاٹنا صاف کپڑے پہننا وغیرہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ فطری امور میں داخل ہیں۔ حیوانات کو بھی گندگی لگتی ہے تو اس کو صاف کرتے ہیں۔

تعلیم فطرت کا ایک نمونہ :

امام شافعیؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو کیوں کر پہچانا۔ آپؒ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بند قلعہ میں ایک جاندار شئی ہے وہ قلعہ سونے اور چاندی کے خول میں ہر طرف سے ایسا بند تھا کہ اس شئی کے ساتھ باہر سے کسی ذریعہ سے رابطہ ہی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ جاندار اس قلعہ سے جونہی نکلا تو دیگر جاندار اشیاء کی طرح حرکات و سکنات شروع کر دیں لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا معمہ ہے ؟ اس کی وضاحت فرمائیں' فرمایا کوئی معمہ نہیں یہ انڈا ہے اس سے بچہ (چوزا) نکلتا ہے انڈا کو ابال کر دیکھیں تو زردی اور سفیدی دونوں جدا جدا ہوں گے سب سے اوپر انڈے کا سخت خول اس کے نیچے باریک سفید جھلی پھر سفیدی پھر زردی۔ کئی بند قلعوں (خولوں) کے اندر اللہ بچہ پیدا کرتا ہے۔ چوزا نکلتے ہی دانہ چگنے لگتا ہے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں رب کو پہچان گیا کہ یہ چوزہ کہیں سے تعلیم حاصل کر کے تو نہیں آیا بلکہ یہ کسی بھی درس گاہ کے بس کی بات نہ تھی کہ اس چوزے کو دانہ چگنے کی تعلیم دیتا۔ یہ اس کی فطرت میں داخل تھا۔ خلق کل شیئی فھدٰی۔

مرافق حیات :

قرآن مجید میں ہے اللہ جس شے کو پیدا فرماتا ہے تو مرافقِ حیات (جن امور کو اختیار کرکے اس شے کو زندگی بسر کرنا آسان ہو جائے) کی طرف ھدایت کر دیتے ہیں کہ تیری زندگی ان امور پر موقوف ہے۔

ہر حیوان کی پیدائش کے بعد کھانے پینے کے مختلف طریقے ہیں۔ان کی مائیں ان کا بندوبست کرتی ہیں یہ سب فطری امور ہیں جن میں تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی توامام ترمذی اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ بے شک کھانا پینا فطری امور میں سے ہے لیکن اسلام اتنا جامع مذہب ہے کہ انسان کو کسی بھی موڑ پر بے لگام نہیں چھوڑنا چاہتا۔ فطری امور میں بھی انسان کو تعلیم دینا چاہتا ہے۔ آزاد نہیں چھوڑتا۔ فطرت نہیں چھڑواتا' فطرت اپنی جگہ پر ہے لیکن اس میں راہنمائی کرتا ہے اگر ان فطری امور میں اسلام ہماری راہنمائی نہ فرماتا تو مادہ پرست قوموں اور ہمارے مابین کسی قسم کا فرق نہ ہوتا۔

اکل وشرب کے نظام کی اہمیت :

تو اگر معترض کہے کہ ابواب الاطعمۃ غیر اہم مباحث ہیں اسے ابواب التفسیر اور عبادات سے متعلق ابواب پر کیوں مقدم کیا۔امام ترمذی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سب سے اہم بحث تو یہی ہے تمام خرابیوں کی جڑ ہی اکل وشرب ہے اگر کھانے پینے کے اس نظام کو درست نہ کیا گیا تو اس کے اثرات عقائد اور عبادات پر پڑیں گے ان کی تباہی کا ذریعہ بنیں گے تمام مادہ پرست قومیں اسی لئے تباہ ہوئیں کہ ان کے ہاں اکل وشرب میں آزادی ہے کیونکہ وہ اس کو ایک آزاد فطری معاملہ سمجھتے ہیں حالانکہ مدار تمام اعمال کا اسی کھانے پینے پر تھا لہٰذا ان کی فطرت مسخ ہوگئی کسی مذہب نے ان کی اس سلسلہ میں راہنمائی نہیں کی۔ کمیونزم' سوشلزم ہو یا کیپٹلزم سب میں یہ مالی بحران اکل وشرب میں بے اعتدالیوں کی وجہ سے ہے۔اقتصادی تباہیوں کی وجہ یہی ہے۔ حلال وحرام کی تمیز نہیں لیکن اسلام ہمارے تمام امور میں دخل اندازی کرتا ہے۔ کتنی خوراک کھائی جائے کن حدود کے تحت ہو کس طریقہ سے کھائی جائے۔ کماً اور کیفاً شریعت اس کی تعین کرتی ہے کونسی خوراک حلال ہے کون سی حرام' دیگر مذاہب میں حلال وحرام کا فلسفہ ہے ہی نہیں لیکن قرآن وحدیث کی تعلیمات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کچھ اشیاء حلال ہیں کچھ حرام ہیں بعض مکروہ اور بعض مشتبہات کے قبیل سے ہیں۔

فلسفہ حلال وحرام :

اسلام نے انسان کو بے لگام نہیں چھوڑا کہ بکری بھی کھائے اور خنزیر بھی' دودھ بھی پئے اور شراب بھی۔ نوٹوں کی طباعت ایک قسم کی ہے مگر ان کمائے ہوئے نوٹوں میں بھی کچھ حرام اور کچھ حلال ہیں۔ حرام اسلیئے کہ سود کی رقم ہوگی یا چوری کی ڈاکہ وغیرہ کی بکریاں حلال ہیں ایک آدمی بکری ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہتا ہے تو بکری حلال ہے لیکن دوسرا آدمی ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا بلکہ لات ومنات یا کسی بزرگ کا

نام لیتا ہے تو مااھل به لغیر الله میں یہ حلال جانور داخل ہو جائے گا تو ایک بکری حلال ہو گئی دوسری حرام حالانکہ بظاہر دونوں بکریاں ایک جیسی ہیں ایک ہی گوشت ہے تو یہ راہنمائی شریعت ہی کرتی ہے کوئی فلسفہ اور عقل ان دونوں بکریوں میں تمیز اور فرق نہیں کر سکتا کسی بھی لیبارٹری میں ان دونوں بکریوں کے گوشت کا معائنہ کیا جائے تو دونوں کا گوشت ایک ہی طرح کا ہو گا۔ لیبارٹری سے حلال و حرام کی رپورٹ نہیں ملے گی۔

حرام خوری کا عبادات پر اثر :

یہ حلال اور حرام اس لئے ضروری ہے کہ انسان کی نشوونما میں اور ساتھ ہی جسم کی بناوٹ اور تشکیل و تحلیل میں خوراک کا بنیادی اثر ہوتا ہے۔ خوراک سے انسان کا جسم بنتا ہے اور پھر اس کے اثرات اخلاق پر مرتب ہوتے ہیں۔ وہ اخلاق پھر صحیح عبادات و اعمال تک رسائی کا ذریعہ اور وسیلہ ہوتے ہیں۔ پس اگر اس نے خراب، ناجائز اور حرام خوراک کھائی تو اس کا جسم بالکل ناکارہ اور خراب بن گیا کیونکہ نجس اور خراب کے ذریعے اس کی تربیت اور افزائش کی گئی اس سے اب اخلاق قبیحہ اور رذیلہ اخلاق ظاہر ہوں گے۔ پھر جب اعمال بھی اس جسم کے ساتھ کرے گا یعنی عبادات کرے گا جیسا کہ نماز پڑھے گا، روزہ رکھے گا، حج اور زکوٰۃ ادا کرے گا اور جسم نجس ہوا تو اعمال بھی متاثر ہوں گے۔ اور جب اعمال متاثر ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ اعمال مقبول نہ ٹھہرے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جس نے شراب پی لی تو چالیس دنوں تک اس کی صبح کی نماز قبول نہ ہو گی۔

صبح کی نماز تو بہت زیادہ اہم نماز ہے۔ پس جب وہ قبول نہ ہو گی تو باقی دیگر نمازیں بھی قبول نہ ہوں گی۔ یہاں علماً فرماتے ہیں کہ یہ خوراک گویا جسم کا حصہ لازمی ہوا۔ اس سے خون بنا، گوشت بنا۔ اطباً کہتے ہیں کہ کسی بھی خوراک کے اثرات ۴۰ دنوں تک ہوتے ہیں۔ چالیس دنوں کے بعد گویا خوراک کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

اسلئے حضور اکرمؐ نے اربعین صباحاً فرمایا ہے دوسری جگہ فرمایا: لا یربوا لحماً نبت من سحتٍ الاکانت النار اولی به او کما قال علیه السلام ۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو گوشت حرام سے آگ گیا تو وہ آگ سے جلایا جائے گا۔ خوراک کا بہت بڑا تعلق ہے۔ اس لئے اگر خوراک کی اصلاح نہ کی گئی تو جسم نجس اور ناپاک ہوا۔ تو اب جبکہ جسم نجس اور ناپاک ہوا تو اعتقادات، علم اور اخلاق سب پر وہ اثر انداز ہوتا ہے۔

غیر مسلموں میں حلال و حرام :

دیگر مذاہب نے بھی حلال اور حرام کا فلسفہ پیش کیا تھا۔ لیکن وہ مسخ ہو گئے محرف ہو گئے جو لوگ اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں تو وہ بھی کچھ نہ کچھ تمیز کر لیتے ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ آسمانی کتابوں اور حضرات انبیاؑ کی تعلیمات ہیں لیکن علاوہ ان کے جو قومیں مذہب نہیں مانتیں دھری ہیں، مجوسی ہیں بے شمار دیگر اقوام جو کہ مذہب سے منکر ہیں جیسے کمیونسٹ چینی جو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کو نہیں مانتے

تو ان کے ہاں حلال اور حرام کا تصور نہیں۔ عقل کے ذریعے اس بات کا امتیاز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ یہ حلال اور حرام کیوں ہے۔ خنزیر کا گوشت، بھیڑ کا گوشت ایک جیسا نظر آتا ہے۔ اگر بڑے بڑے عقلمند اور فلسفی بیٹھیں تو یہ کہ دیں گے کہ یہ تو بہت زیادہ مزیدار گوشت ہے اسے حرام کیوں کہدیں۔ بظاہر بکری کے گوست سے خنزیر کا گوشت زیادہ لذیذ ہے اور صاف ستھرا سفید۔ یورپ اور امریکہ میں گھومیں پھریں تمام دنیا میں جب پھریں گے تو دیکھیں گے کہ بہت سارے شیشوں میں سجا ہوا گوشت یہی ہوگا اور ایک آدمی اپنی بہن کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو یہ زنا ہے اور اگر کسی غیر عورت سے نکاح کرے گا تو یہ جائز ہے تو فرق کی یہ باتیں عقل کی وساطت سے سمجھ میں نہیں آسکتیں حالانکہ بہن کے ساتھ تو بڑی محبت ہوتی ہے پھر تو کہ اس کے ساتھ نکاح جائز ہوتا اس وجہ سے یہ چینی مجوسی وغیرہ ہر چیز کھاتے ہیں اور بعض کے وہاں نکاح کے سلسلے میں بہن اور ماں وغیرہ کا فرق بھی نہیں ہے۔

بندر آج بھی دنیا میں لوگ کھا رہے ہیں اور دنیا کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں بندر بڑے مہنگے داموں ملتے ہیں اور بہت ظالمانہ اور سفاکانہ انداز میں اس کو ذبح کرتے ہیں اور اس کے دماغ کو اسی طرح کچا کھاتے ہیں اس لئے اسلام نے ہمیں بڑا واضح اور شفاف راستہ دکھایا اور حلال اور حرام اشیا کی تشریح بیان فرمائی اگر فطرت مسخ نہ ہو تو پھر حلال اور حرام اشیا کو انسان سمجھ سکتا ہے اور اگر فطرت مسخ ہو تو پھر حلال اور حرام اشیاء میں اشتباہ آتا ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اشارہ ہے کہ الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات تو گویا اگر ایک آدمی نے احتیاط کیا اور مشتبہات سے بھی اپنے آپ کو بچائے رکھا یعنی فمن اتقى الشبهات یا فمن اتقى المشتبهات فقد استبرألدينه۔

حرام کی اقسام:

اسی طرح بعض حرام لذاتہ ہیں اور بعض لغیرہ ہیں۔ دو قسم کی چیزیں ہیں ایک وہ جو حرام ہیں کہ ان کی ذات میں ایسی چیزیں ہیں جو دلالت کرتے ہیں ان کے حرام ہونے پر اور بعض ایسی حرام چیزیں ہیں جو کسی غیر کی وجہ سے حرام کی گئیں ہیں۔ اب کسی کی مرغی باہر نکل آئی اور تم نے اسے پکڑا اور ذبح کیا اور اسے کھایا تو اس میں جو حرمت ہے وہ لغیرہ ہے کیونکہ غیر کی ملکیت ہے یا حلال جانور ہے مگر رات دن ناپاکیاں کھا رہا ہے جلالہ ہے تو اگرچہ یہ جانور ذاتا پاک بھی تھا مگر اس کے جسم میں نجاست اتنی داخل ہوئی کہ یہ نجاسات اس کے جسم کا جز بن گئیں۔ اس لئے اس میں ناپاکی اور حرمت غیر کی وجہ سے آئی ہے۔

حرام لذاتہ کی مختلف وجوہات ہیں بہت ساری وجوہات کی وجہ سے بعض حیوانات میں حرمت آئی ہے جیسا کہ بعض امتیں جو کہ باغی تھیں وہ ایسی تھیں جو ہر لحہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کرتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کیا یعنی ان کے چہروں کو بگاڑ ڈالا اور انہیں بعض جانوروں کی شکل میں مسخ کیا تو یہ جانور اب ہمیں باقاعدہ انکی

بگڑی ہوئی شکلوں والی قوموں کی یاد دلاتے ہیں اللہ تعالیٰ جب بھی کسی قوم کو سزا دیتا ہے یا اسے مسخ کرتا ہے تو بری اور ذلیل شکل میں تبدیل کرتا ہے۔ کوئی بھی قوم کبوتر، مرغی، بھیڑ، بکری اور گائے کی شکل پر مسخ نہیں ہوئی۔ تو جن جانوروں کی شکل میں یہ قومیں مسخ ہو چکی ہیں تو یہ ایک نشانی ٹھہری کہ یہ قومیں جن جانوروں کی صورت پر مسخ کی گئیں وہ بھی لعنتی چیزیں ہیں۔ یعنی جعلنا فیهم القردة والخنا زیرو عبدالطاغوت یہ چیزیں غیر معزز چیزیں ہیں۔ اس لئے ملعون لوگوں کو ان کی شکل میں بدل دیا۔ خنزیر تمام اقوام کے لئے حرام تھا۔ لیکن اہل کتاب نے اس میں تحریف کر ڈالی اور یہ کہا کہ خنزیر حلال ہے تو اب خنزیر نے کیا جرم و گناہ کیا ہے اس لئے کہ یہ ایک مخلوق ہے اللہ تعالیٰ کی لیکن حضرت عیسیٰؑ جب دوبارہ تشریف لائیں گے تو جگہ جگہ یہ فرمایا ہے کہ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر توصلیب کا توڑنا اور خنزیر کو قتل کرنا اس بات کا اظہار ہے کہ میرے امتی غلط راستے پر گمراہی پر چل پڑے تھے۔ حضرت عیسیٰ خدا نہ تھے' اور عیسائیوں نے جھوٹ بولا ہے حضرت عیسیٰؑ نہ تو خدا تھے اور نہ آپؑ کو پھانسی دی گئی ہے بلکہ آپؑ اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اور آپؑ آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو ان لوگوں نے اپنے مذہب کا جو شعار بنایا تھا یعنی صلیب تو وہ توڑ دیں گے اس سے ان کی تذلیل مراد ہو گی۔ اور خنزیر اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق تھی مگر اسے قتل کیا گیا اور اعلان فرمایا: کہ تم لوگوں نے دین میں تحریف کی ہے اور کتب ساویہ (آسمانی کتابوں) میں کسی بھی جگہ خنزیر کی خوراک کا حکم نہ تھا اس سے بھی ان کی تغلیط و تذلیل مقصود ہو گی کہ تم نے غلط کام کیا تو بعض اشیا ایسی ہیں جن کو کوئی بھی نہیں کھاتا تھا تو ان کی حرمت کے ظاہر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی جیسا کہ سانپ اور بچھو کہ جن کو کھانے کی عادت لوگوں میں نہ تھی اسی طرح بعض چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی ہیں ان میں اخلاقی نقصانات ہیں ان کے اخلاق انتہائی قبیح اور برے ہیں تو اگر انکو آپ نے کھایا تو ان کے برے اخلاق بھی آپ میں سرایت کر جائیں گے۔ مثلاً خنزیر جس میں ایسی بدخوئی ہے جو کسی بے غیرت سے بے غیرت جانور اور دیگر مخلوق میں نہیں ہے۔

حرام کھانے سے اخلاق پر اثر:

ایک آدمی کی بیوی ہے اسے کوئی بھی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا مرد تو مرد ہے بلکہ تمام حیوانات میں یہ اصول ہے کہ نر اور مادہ جب آپس میں مل جائیں اب جبکہ ایک مادہ نر کے ساتھ مل گئی تو وہ مادہ اس کے بعد کسی دوسرے حیوان کو اپنے قریب بالکل نہیں چھوڑے گی یہ تو انسان ہیں کہ سب سے زیادہ خراب ہیں کہ شہوتوں میں ڈوب گئے ہیں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ مادہ جانور ایک وقت میں دوسرے نر کے ساتھ بالکل اتصال نہیں کرتا مگر خنزیر ایسا ہے کہ بہت سارے خنزیر بیک وقت ایک ہی خنزیر مادہ پر چڑھتے ہیں تو اشتراک فی الوطی کسی دوسرے حیوان میں نہیں بغیر خنزیر کے۔ اتنے قبیح اور نجس اخلاق ہیں۔ شریعت کی روکتی ہے کہ اس کی

خوراک کے باعث کہیں یہ اخلاق انسان میں سرایت نہ کر جائیں تو جب یہودیوں اور عیسائیوں نے خنزیر کو کھانا شروع کیا تو وہ اخلاق ان میں بھی داخل ہو گئے ۔ لتتبعن سنن من قبلکم فدوا لنعل بالنعل ولو دخلوا حجر ضب لا لتبعتموه (الحدیث) رسول اکرمؐ فرماتے ہیں کہ تم بھی ان لوگوں کی عادتیں لو گے۔ یہاں تک کہ سڑک کے کنارے اگر وہ زنا کریں گے تو تم بھی اس جیسے کام شروع کر لو گے۔ اگر وہ گوہ سے سوراخ میں گھسنے لگیں تو تم بھی ان کی پیروی میں ایسا کرنے لگ جاؤ گے۔ یعنی ان کی تہذیب تم اپنالو گے' اسی طرح یہ بندر جو ہے قردہ یہ بھی بڑی گندی چیز ہے یہ عمل سوائے بندر کے کسی دیگر حیوانات میں بالکل نہیں ہے کہ نر نر کے ساتھ بد فعلی کا ارتکاب کرے ہم جنسیت اسی طرح گدھا ہے وہ بھی جہالت اور نادانی کا ایک مجسمہ ہے کہ لوگ نادان آدمی کو گدھا کہتے ہیں۔ تو اب گدھے کو کیوں حرام ٹھہرایا گیا اس میں بہت سی اچھی باتیں بھی ہیں لیکن ایک بات یہ ہے کہ وہ جاہل ہے احمق ہے۔ شیطانی مخلوق کے ساتھ زیادہ موانست ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب گدھا شیطان دیکھ لیتا ہے تو یہ آوازیں نکالنا شروع کر دیتا ہے وینهق الشیطان گویا شیطان اسے القاء کرتا ہے اسے وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم ڈینچوں ڈینچوں کرو (ان انکر الاصوات لصوت الحمیر) اس طرح کے حیوانوں میں اخلاقی قبائح اور برائیوں کے باعث ان کی حرمت ضروری تھی۔

درندگی اور سبعیت بھی وجہ حرمت ہے :

اسی طرح تمام درندوں کا حکم ہے۔ یہ تمام درندے حرام ہیں درندہ کس حیوان کو کہا جاتا ہے کس حیوان کو سبع کہا جاتا ہے سبعیت درندگی کو کہتے ہیں ظلم و زیادتی کے ساتھ دوسرے زندہ حیوان کو پکڑنا اسے چیرنا پھاڑنا اور پھر اسے کھانا اور سباع پرندوں حیوانات دونوں میں ہے۔ تو سبع کس کو کہا جاتا ہے ؟ کہ جس میں وہ فطری خباثت ظلم کی موجود ہوں اور کمزور مخلوق پر جھپٹنا اور اسے مار ڈالنا اس کی فطرت ہو' صاحب ھدایہ فرماتے ہیں کہ السبع کل مختطف ضبعاً اختطاف جھپٹنے کو کہا جاتا ہے۔ تو ایسے جانور طبعاً حملہ آور ہوتے ہیں اچانک انیاب یا مخلب کے ساتھ حملہ کرتے ہیں۔

بعض درندے پنجوں (غالب) کے ساتھ حملہ کرتے ہیں جیسے شیر وغیرہ۔ اسی طرح کوا ہے' باز ہے یہ آلہ قتل ہے اس کے ذریعے ۔تا ہے اور ختم کرتا ہے اور بعض جانوروں کو ایسے چونچ دیئے گئے ہیں کہ جو چھریوں کا کام کرتے ہیں اسی طرح بعض درندے انیاب کے ساتھ حملہ آور ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حلال جانوروں کو انیاب نہیں دیئے ہیں

حفاظت کے آلات خلقی ہیں :

اگرچہ اپنی جان اور جسم کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو دوہری چیز بخشی ہے جیسے سینگ وغیرہ

مگر انیاب نہیں دیئے اس وجہ سے بعض محققین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی جانور کو دو چیزیں نہیں دی ہیں کہ انیاب بھی ہوں اور سینگ بھی ہوں۔

انسان کی بربریت :

ایک تو تعلیم اور تعلم کے ذریعے آپ ایک مرغی کو بھی بد مست کر سکتے ہیں جیسا کہ مرغیوں پر جنگیں کرائی جاتی ہیں اور مقابلے کئے جاتے ہیں وہ ایک دوسرے کو مفلوج اور اپاہج بناتے ہیں یہ تو انسان ایک بڑا ظالم ہے اس نے ان کو جنگوں کا عادی بنایا بھیڑوں کی جنگیں بھی ہوتی ہیں بیلوں کی جنگیں بھی ہوتی ہیں ان میں یہ ظلم انسان نے ڈالا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو فطرتاً ایسا نہیں بنایا ہے۔ تو اب جن حیوانات کو اللہ تعالیٰ نے سباع پیدا فرمایا ہے۔ وہ سب کے سب حرام ہیں کس لئے ؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم درندہ مت بنو۔ ظلم مت کرو ... آدمی کو قتل نہ کرو۔ اور اسے کھاؤ بھی مت۔ چاقو سے اسے نہ مارو تو اگر ان درندہ حیوانوں کو تم کھاؤ گے تو یہ عادات تمہارے اندر بھی پیدا ہو جائیں گی جیسا کہ چھپکلی اور مینڈک جو ہے تو یہ بھی مختلف ہیں۔ اور زہریلی چیزیں کھاتے ہیں یہ تو یہ بھی زہر یلے بن جاتے ہیں۔ اور زہر سے بھر جاتے ہیں تو ان کے حرام ٹھہرانے کا فلسفہ یہ ہے کہ ان حیوانات کی بری عادتیں انسان میں نہ آجائیں اگر انسان اسے کھائے تو یہ بھی مختلف بن جاتا ہے بعض لوگ جنگلوں میں شیروں کے ساتھ رہتے ہیں تو وہ بھی اس طرح سنگدل اور وحشی بن جاتے ہیں۔ بہر حال ایک وجہ یہ بھی ہے اور دوسری علت یہ ہے کہ ان کی جبلت موذی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی جبلت میں ایذا رکھی ہے۔

ایذا رسانی کی وجہ حرمت :

بعض چیزیں فطرتاً موذی ہیں انسان کیلئے جیسا کہ سانپ اور بچھو ان میں فطرتاً ایذا رسانی موجود ہے۔ یہ انسان کے دشمن ہیں تو اسلام نے ہمیں حکم دیا کہ اقتلوا الموذی قبل الایذا کہ اگر تم نے ان کو مہلت دی کہیں تجھے ایذا بھی نہ دے تو پھر ان کو مار ڈال اور فویسقة چوہے کو کہتے ہیں تو اب چوہے کی خباثت کو دیکھئے کہ اس کا کھانا پینا سب کچھ موجود ہے لیکن پھر بھی آپ کی کتاب کو پھاڑتا ہے کپڑا خراب کرتا ہے صندوق خراب کرتا ہے فان الفویسقه تضرم علی الناس بیوتهم ۔ اس لئے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تم جب رات کو سوتے ہو تو دیا بجھاؤ۔ اس لئے کہ یہ فویسقہ تم کو جلائے گا بتی چراغ سے کھینچ لے گا گویا ان چیزوں کی فطرت میں ایذا ہے تو اسلام نے حکم دیا کہ انسان موذی اشیاء سے جان بچائے۔

نجاست و حقارت بھی وجہ حرمت :

دوسری ایسی چیزیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حقیر چیز بنائی ہے۔ تذلیل اور حقارت کے مظہر ہیں۔ وہ معزز چیزیں نہیں ہے اس لئے کہ نالیوں گٹروں میں چلتی پھرتی اور رینگتی ہیں اور بلوں میں سارے حشرات الارض اور

کیڑے مکوڑے ہیں، مچھر، چیونٹی، وغیرہ تو ان چیزوں میں سبعیت اور درندگی تو نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے تحقیر کی ہے ان چیزوں کی تو فرمایا ہے کہ ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ ایک قسم جانوروں کی ایسی ہے جو ہر وقت نجاستوں کو کھاتی ہے کہ ان کے جسموں سے بھی بدبو آتی ہے آدمی ان کے نزدیک نہیں بیٹھ سکتا جیسا کہ گدھا ہے اس کا شیطان کے ساتھ بہت بڑی موانست ہے۔ خوراک میں جب پلیدیاں ہوئی تو وہ اگر بذات خود پاک بھی ہوں تو بھی حرام بن جاتی ہیں اس طرح بہت ساری دیگر چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی حرمت میں لاتعداد حکمتیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والخیل والبغال والحمیر الخ تو ان کی تخلیق سورای کے لئے ہے اور زینت کیلئے۔ یہ تو ظاہری خوبی ہے بہت ساری معنوی خوبیاں بھی ہیں۔ ان کو کھانے پینے سے ان کا مقصد تخلیق کو نقصان ہوگا۔

اہل بہ لغیر اللہ بھی وجہ حرمت :

اسی طرح کوئی حلال چیز بھی ہو مگر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے جیسا وما اھلبہ لغیر اللہ اسلئے قرآن فرماتا ہے کہ شرک کی جڑیں ختم کردی جائیں تو اگر ذبح کرنے والا مسلمان ہے وہ کتابی ہے تو ان کا ذبیحہ حلال ہے اور اہل کتاب کا ذبیحہ اسلئے حلال ہے کہ وہ اپنے آپ کو موحد کہتا ہے تو شرک کا قطع کرنا مقصود ہے اب اگر کسی نے حضرت پیربابا اور کاکا صاحبؒ اور کسی فلاں فلاں کے نام پر جانور کو ذبح کیا تو اس آدمی نے شرک کیا تو دنبے اور بکری کا اس میں گناہ کیا ہے ؟ تو بات یہ ہے کہ قبیح فعل کا اثر مفعول پر بھی ہوتا ہے تو ذبیحہ جو شرک کا ہے اسلئے دونوں یعنی جسے ذبح کیا گیا ہے اسمیں بھی نجاست داخل ہوئی وہ ملعون چیز ہے قباحت ذابح سے مذبوح میں بھی آئی۔ اسلئے کہ غیر اللہ کا نام لیا گیا خیرات اور زکوٰۃ ایک آدمی دیتا ہے تو زکوٰۃ تزکیہ ہے مال کا میل سے تو جب میل نکل جاتا ہے تو کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور اگر آپ نے برتن کو نہیں دھویا ہو بلکہ برتن میں یہ کپڑے دھوئے ہیں وہ میل سے بھرا ہوا ہو تو اس میں کپڑے پاک نہیں ہونگے بلکہ اور بھی میلے ہو جائیں گے اسلئے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں انما ھی اوساخ الناس تو زکوٰۃ دینا اگرچہ نیکی کا کام ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ اور اہل بیت پر حرام فرمایا ہے اسلئے کہ یہ میل کچیل ہے اور میل کچیل کا ہضم کرنا بہت مشکل ہے اسلئے تو ہمارے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ طلبہ کرام کو تاکید سے فرماتے تھے کہ یہ اوساخ الناس ہیں اسلئے کہ حضور کریم ﷺ نے اپنے آپ اور اپنے اہل بیت پر اس کا کھانا حرام قرار دیا ہے اور مولوی اور طالب غریب کی خوراک بس یہی ہے تو وہ فرماتے تھے کہ طالب علم تب ان کا نقصانات سے بچ سکے گا جب وہ تحصیل علم میں بہت زیادہ محنت کرے گا۔ تب اسے ہضم ہوگا۔

شاہ ولی اللہ کی دوراندیشی :

شاہ ولی اللہؒ نے حلال و حرام کے اسرار اور رموز پر بہت ساری بحثیں فرمائی ہیں حجۃ اللہ البالغہ ان باتوں کا

عظیم ذخیرہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ فانه لایفرق بین الحلال والحرام فی بادی الرأی الا بتصریح ذکر الله تعالیٰ ہمیں کیا معلوم کہ یہ شخص یہ ذبحہ اللہ تعالیٰ کے لئے کر رہا ہے یا حضرت پیر بابا اور کاکا صاحبؒ کیلئے کریا کہ بت کیلئے کر رہا ہے تو اس کا اظہار ضروری ہوا۔ کہ گویا اللہ تعالیٰ کا نام اس پر لیا گیا تو معلوم ہوا کہ مذبوحہ حلال ہوا اور جب اللہ کا نام نہ لیا تو بات مشکوک ہوئی۔

ذبیحہ پر اللہ کا نام لینے کی حکمتیں :

اس لئے ہمارے نزدیک یہ واجب ہے۔ فرق متحقق کرنا ضروری ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :لیذکرو اسم الله علی مارزقهم من بهیمة الانعام(الایة) دوسری حکمت اللہ تعالیٰ کے نام گرامی کے لینے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ یہ حیوانات ہمارے لئے مسخر فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ نے نام کے اظہار سے عملاً اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا ہو جائے گا جیسا کہ اونٹ ہے 'بیل ہے 'انہیں کون قابو کر سکتا ہے تو مضبوط سے مضبوط حیوانات کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مسخر فرمائے ہیں۔ تسخیر 'تسلط اور قبضہ یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان جیسی کمزور مخلوق کو دی ہے۔ جیسا کہ اونٹ ہو 'ہاتھی وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ نے انسان کے قبضے میں کر دیئے ہیں تو اللہ تعالیٰ جب تیرے قبضے میں ان کو لایا تو انسان پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری لازمی ہوئی۔

گویا یہ حمد و تعریف ہے اللہ تعالیٰ کی اور حمد کہا جاتا ہے اعتراف کو اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ اور ان کا اعتراف قلبی ہو یا قولی ہو یا قالبی ہو گا یا عملاً ہو گا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب قربانی فرما رہے تھے تو اعتراف عملاً فرما رہے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ یہ ہم آپ کے لئے کر رہے ہیں ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین لاشریك له بذلك امرت وانا اول المسلمین (الایة) تو حقیقت ابراہیمی تمام تر اعتراف اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور قربانی کا مقصد بھی یہ ہے کہ تم یہ اعلان کرو کہ میں نے اے اللہ تعالیٰ ہر چیز تجھے سپرد کر دی ہے۔

ذبح میں جسم کے ساتھ روح کی بھی قربانی :

ذبح کا معنی کہ انفصال روح ہے مذبوح کا یعنی اذھاب الروح وانفصال الروح تو گویا تم اس بات کا اظہار کر رہے ہو کہ اے اللہ تعالیٰ میں یہ انفصال روح تیری رضا کے لئے کر رہا ہوں تو جسم یہاں رہ گیا اور روح چلی گئی۔ عالم ارواح کو ارواح تمام عالم ارواح میں جمع ہوتی ہیں تو تم نے قربانی میں اللہ اکبر کہہ دیا تو تم نے اپنی طرف سے اعلان کیا کہ میں نے صرف اجسام کی قربانی نہیں کی بلکہ ارواح کی بھی قربانی کر ڈالی۔ تو نام لینے کا فائدہ یہ نکلا

عالم ارواح و عالم اجسام

ایک باریک بات شاہ ولی اللہؒ نے لکھی ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ عالم مجرد جو ہے

امور مجردہ جو ہیں۔

عالم کی تقسیم :

عالم ارواح یہ تمام امور مجردہ ہیں ایک عالم اجسام ہے اور ایک عالم ارواح ہے تو روح قل الروح من امر ربی ہے تو وہ فرماتے ہیں کہ ہر روح کہتا ہے کہ میں بھی مجرد ہو گیا۔ مجھ میں الوھیت جیسی شئے آئی یا الوھیت کے ساتھ مشابہ ہوا ہر روح چاہتی ہوگی کہ میری بھی بندگی ہو جائے گویا روح میں ایسی عادت آئی تو اب جو ذبح کرتا ہے کسی چیز کا تو وہ روح یہ کہتی ہے کہ یہ قربانی تیرے لئے ہے وہ خوش ہوتی ہے غلط طریقے پر یا جائز طریقے پر یا تشبیہ آجائے تو یہ شرک امور مجردہ میں ہے اور اگر معبودیت کا تصور بھی کچھ ہو تو پھر ذابح اور مذبوح کی روح مشرک ہوئی تو بسم اللہ اللہ اکبر اس لئے کہہ دیا کہ اے روح تو خوش نہ ہو یہ قربانی میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے کرلی ہے تو عالم ارواح میں ہو کسی بھی جگہ ہو لیکن تو معبودیت کی قابل نہیں۔ (اتنی تفصیل میں نے پچھلے دیگر سالوں میں نہیں کی ہے) یہ میں نے تمہارے سامنے پہلی دفعہ کردی ہے تو اسے بھی غیر ضروی مت سمجھیں۔

مردار جانور کا حکم :

ضروری باتیں تو پوری ہوئیں لیکن کچھ ابھی باقی ہیں۔ اصولی طور پر حلال اور حرام میں یہ ہے جانور اگرچہ حلال بھی ہے لیکن جب اپنی موت مرا تو مردار ہوا یعنی ایک جانور جو اپنی موت مرے یا کسی حادثے کی وجہ سے مرجائے تو اگر ذبح نہ ہو جائے تو اسے بھی ہم حرام کہیں گے۔ اس کی حرمت بھی بالاتفاق ہے جو مہذب اقوام ہیں وہ یہ کہتی ہیں کہ جو جانور اپنی طبعی موت مرے تو وہ زہریلا ہو جاتا ہے اور زہر نے اسمیں سرایت کی اور زہر سے تو ہر کوئی اپنے آپ کو بچاتا ہے پھر اس میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ ایک مقصد کے لئے یہ حلال ہوا ہے جیسا کہ کھانے پینے کے لئے لوگ اس کو ذبح کرتے ہیں تو جو اپنی موت مر جائے تو وہ خوراک کے لئے ذبح نہیں کی گئی جیسا کہ موقوذة نطیحة اور اس طرح بہت ساری اصطلاحات قرآن میں ذکر کی گئی ہیں۔ تو گویا خوراک کے لئے ذبح نہیں کیا گیا تو یہ بھی حرام ہوا۔ اسلام کہتا ہے کہ اس جانور کی موت ایک خاص طریقے پر آئے تب حلال ہے اور وہ خاص طریقہ ہوگا۔

نحر و ذبح کا طریقہ و حکم :

ذبح اور نحر دو صورتیں ہیں فصل للربك وانحر اور ذبح کی تفصیلات بھی قرآن کریم میں موجود ہیں تو سنت ابراہیمی علیہ السلام جو رواں دواں ہے تو اس میں بھی یہ حکم ہے کہ ہر حیوان جسے تو ذبح کرنے سے مارتا ہے یا نحر سے وہ حلال ہے ورنہ نہیں بعض قوموں میں بہت سے غلط طریقے رائج اور مستعمل ہیں۔

پارسیوں میں ذبح کا طریقہ :

پارسیوں میں یہ طریقہ رائج تھا کہ وہ اس کا سینہ پھاڑ کر اس کا دل نکالتے تھے اور اسے زور دے دے کر دباتے تھے اس طرح اسے ہلاک کرتے تھے اسلام نے اس کی ممانعت فرمائی ہے بعض قومیں ایسی ہیں کہ صرف پیٹ چاک کرتے ہیں تو ان طریقوں سے وہ حلال نہیں ہوتا نہ ذبح ہوتا ہے ۔

اسلام میں حیوانات کے حقوق کا تحفظ 'مذبوحہ کو راحت :

اسلام میں یہ طریقہ ہے کہ مذبوحہ کو اس میں راحت بھی ہو۔ اسلام نے حیوانات کے حقوق کا بھی تحفظ کیا ہے رسول اللہ ﷺ جو کہ رحمۃ للعالمین بھی ہیں تو اس کا معنی کہ وہ تمام عالمین اور مخلوقات کے لئے رحمت ہیں تو حیوانات کے ذبح کرنے کے طریقے بھی اسلام نے بیان فرمائے ہیں بہت باریک باریک چیزیں ہیں جیسے کہ چھری خوب تیز کریں ایک حیوان کو دوسرے حیوانات کے سامنے ذبح نہ کریں اور اس طرح تیز چیز کے ساتھ ذبح کریں کہ اسکی تکلیف کم ہو جائے اور جلدی سے اس سے روح نکل جائے۔ اسے نشانہ بازی کے لئے (مجسمہ) استعمال نہ کریں اتنی حد تک کہ بے مقصد اس پر سواری بھی نہ کریں اور منبر اور سٹیج بھی اس سے نہ بنائیں اور رگوں کے صحیح طور پر کاٹنے کا حکم ہے۔ اسلام نے کہا ایک تو اس طریقے سے روح جلدی نکلتی ہے

دم مسفوح کا حکم :

دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس میں دم مسفوح ہوتا ہے اور دم سفوح ناپاک ہے۔ اس پر بھی ساری قوموں کا اتفاق ہے کہ خون نجاستوں میں سے ہے۔ اور خون کے کھانے پینے سے بڑی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو اگر ہندو ہو یا مسلمان سکھ ہو لیکن اگر اس کے کپڑے خون سے آلودہ ہو جائیں تو فوراً اسے دھو ڈالتا ہے۔ تطہیر اللحم اسلام ذبح کے ساتھ کرتا ہے۔ سارے گوشت سے وہ دم سفوح نکل جاتا ہے اور اگر حلال نہ ہوا یا ناقص طریقے سے ذبح کیا گیا تو خون تو باقی رہ جائے گا اور جب خون باقی رہ جائے یہ تو بات تسلیم شدہ باتوں میں سے ہے کہ خون بڑی ناقص اور گندی چیز ہے آج کل تو بہت زیادہ گندی چیزیں آتی ہیں

فارمی مرغی کا حکم :

جیسا کہ یہ فارمی مرغیاں کہ ان کی اکثر خوراک یہ خون ہے۔ تو ان کا ذائقہ بھی نہیں ہوتا۔ بالکل مزہ نہیں دیتیں یہ دوسری بات ہے کہ اس خون کی ھیئت ماہیت تبدیل شدہ ہے لیکن طبیعت اسے نہیں مانتی کیونکہ یہ تمام گندی چیزیں جمع کرتے ہیں جیسا کہ خون ہڈی وغیرہ تو خون بذات خود انتہائی ضرر کی چیز ہے تو اسلام کہتا ہے کہ گلا گھونٹنے سے یا پیٹ چاک کرنے سے تطہیر اللحم نہیں ہوتا رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ناقص ذبح شریطہ الشیاطین ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ وہ شیطان کا جال (دام) ہے۔ تو پہلے سے ذبح کی تفصیلات بتلادیں کہ ذبح نہ ہوا تو وہ حرام بن جاتا ہے۔ اس طریقے سے نحر ہے وہ تکلیف نہیں دینی چاہیے تو اونٹ کا ذبح کرنا اتنا آسان

نہیں تو وہ کھڑے کھڑے ذبح کیا جاتا ہے۔

یہ کچھ مختصر سطحی تفصیل تھی ذبح کی' شارع نے طریقہ بتلاتے کچھ قاعدے اور اصول ہیں اور اسلام نے جو طریقے متعین فرمائے ہیں وہ کسی دوسرے میں مذہب میں نہیں ہیں۔

بیرون ملک کھانوں میں حزم واحتیاط کی ضرورت

مثلاً خنزیر کا گوشت ہے دیکھنے میں بڑا اعلیٰ معلوم ہوتا ہے۔ مرغ کے گوشت سے بھی اچھا اور بڑھیا لگتا ہے۔

ہم نے کولمبو میں ایک اسلامی کانفرنس میں شرکت کی ایک بڑے عالم اور مفتی بھی ہمارے ساتھ تھے۔ وہاں تو پاک پلید کی تمیز نہیں ہوتی ہر قسم کے کھانے موجود ہوتے ہیں۔پاک اور پلید کو دلائل سے آپ نہیں سمجھا سکتے وہ لوگ آپ کو پاگل سمجھیں گے تو ہم ہر چیز کو غور کیساتھ دیکھتے تھے تاکہ حرام سے بچ جائیں بعض کھانوں کے ساتھ نام لکھے ہوتے ہیں اسلئے خوب چھان بین کرتے۔ تو اس عالم نے مجھ سے کہا کہ میں اتنا کچھ نہیں جانتا صرف یہ سفید قسم کا گوشت جو ہے یہی کھاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ تو اب تک خنزیر کھاتے رہے وہ بے چارہ بڑا پریشان ہوا۔ تو بڑے سے بڑا عالم جس کو معلوم نہ ہو تو اسے کھائے گا اگرچہ عند اللہ لاعلمی کا عذر مقبول ہے۔

چین کے بازاروں میں بھی یہ سب گندی اور حرام چیزیں بکتی ہیں جس طرح ہمارے ہاں بازاروں میں مرغے اور بٹیر اور بکریاں وغیرہ بکتی ہیں اس طرح ان کے بازاروں میں سانپ اور اژدھے بکتے ہوئے دیکھے۔بلکہ سانپوں کی الگ مارکیٹ ہوتی ہے وہاں جا کر اپنی پسند کا اژدھا خریدتے ہیں۔ جس طرح ہم ایک مرغی پسند کر کے خریدتے ہیں۔ سانپ کو مچھلی کی طرح صاف کر کے اس کی بوٹیاں بنائی جاتی ہیں یہ اس لئے کہ ان کے مذہب میں حلال و حرام کو سمجھنے کا کوئی تصور اور فلسفہ نہیں نہ کوئی ایسی تشریح ہے کہ حلال و حرام متعین ہو جائے۔ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ الحلال بین والحرام بین وما بینهما مشتبهات اور فرمایا' یحرم علیهم الخبائث انبیاء کرام اسی لئے تشریف لاتے ہیں کہ گندی اور پلید اشیا کی حرمت بیان کر دیں۔

کھانے میں بے اعتدالی کے نقصانات :

اسلام نے یہ بھی بتادیا کہ مقصد حیات صرف کھانا پینا نہیں یہ تو بقاء زندگی کا ایک ذریعہ ہے اسلام اس میں اعتدال کی تلقین کرتا ہے کہ کم کھاؤ اگر زیادہ کھایا تو صحت تباہ ہو جائے گی اور ہزاروں قسم کی بیماریاں پیدا ہو جائیں گی آج تمام امراض کا علاج ڈاکٹر حضرات اولاً قلتِ طعام (ڈائٹنگ) سے کرتے ہیں کہ کم کھاؤ۔ روغن کا استعمال کم کر دو۔ گویا تقلیل طعام تمام بیماریوں کا علاج ہے۔بلڈ پریشر ہو شوگر ہو یا دل کی بیماریاں ہوں سب خوراک کی بے اعتدالی کی وجہ سے ہیں لوگ صرف کھاتے پیتے ہیں بڑی بڑی توندیں ہیں گردنیں موٹی ہو گئیں ہم نے مقصد حیات صرف کھانے پینے کو سمجھ رکھا ہے۔ نئی تہذیب والوں کا یہی رویہ ہے۔ حضور کے فرمانے میں

غالباً روم کے کچھ اطبأ اور حکماً مدینہ آئے کہ صحابہ کا علاج معالج کرتے رہیں ایک (delegation) ڈیلی گیشن تھا اس نے کافی دن گزارے مگر کوئی خاص بیماری نہ دیکھی اس کا تجزیہ کیا غور کیا تو دیکھا کہ یہ تو سب ٹھیک ٹھاک ہیں کسی قسم کی خاص بیماری ان کو نہیں لگتی تو وجہ معلوم ہوئی کہ یہاں لوگ کھانا کم کھاتے ہیں صحابہ کرام کم خوراک استعمال کرتے تھے بعض ادوار تنگی اور سختیوں کے بھی تھے خاص کر جب جہاد کے لئے نکلتے تھے خشک کھجوروں اور پانی سے گزارا کرتے۔

حضورؐ اور صحابہ کرام کے سادہ کھانے :

خود حضورؐ کے گھر میں کئی کئی مہینے ہانڈی نہیں پکتی تھی آگ نہیں جلتی تھی۔ الا الماٗ والتمر پانی اور کھجور سے بسر اوقات کر لیتے تھے۔ تو صحابہ کرامؓ مٹھی بھر جو اور کھجور کھاتے اور مشقت کا کام زیادہ کرتے تھے۔ تو وہ اطباء واپس چلے گئے کہ ان کو تو ان کے نبیؐ نے تعلیم ہی ایسی دی ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتے جس کی وجہ سے بیماری ان کے قریب نہیں آتی۔ المومن یاکل فی معا واحدو الکافریا کل فی سبع امعاء۔ مومن ایک آنت کے برابر کھاتا ہے اور کافر سات آنتیں بھرتا ہے۔

پیٹ کی حکمرانی :

آج لوگ لاکھوں کروڑوں روپے جمع کر رہے ہیں اسی پیٹ کی خاطر کہ کہیں فاقوں سے نہ مر جائیں۔ ایک عالم نے فرمایا کہ پوری کائنات کو ایک بالشت پیٹ نے لپیٹ رکھا ہے۔ جتنے غلط ازم بنے ہیں اسی پیٹ کی خاطر ہیں۔ حالانکہ فرمایا: وما خلقت الجن والانس الالیبعبدون ماارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون ان اللہ ھوالرزاق ذوالقوۃ المتین۔ (الایۃ)

ترجمہ : اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا کہ میری عبادت کیا کریں میں ان سے زرق رسانی کی درخواست نہیں کرتا کہ وہ مجھ کو کھلایا کریں اللہ خود ہی سب کو رزق پہنچانے والا ہے اور نہایت ہی قوت والا ہے۔

وکاین من دابۃ فی الارض الا تحمل رزقھا اللہ یرزقھا وایاکم وھو السمیع العلیم۔ (الایۃ)

اسلام میں مادہ پرستی اور معدہ پرستی کی گنجائش نہیں :

یہ تمام حیوانات نہ کارخانے بناتے ہیں نہ بنک بیلنس بلکہ ان سب کو اللہ رزق دے رہے ہیں تو رزق ثانوی مسئلہ ہے اولاً عظیم مقصد اس کی عبادت ہے اسلام میں مادہ پرستی اور معدہ پرستی کی نفی ہے کافر تویاکلون کماتاکل الانعام۔ حیوانات کی طرح کھاتے ہیں۔ جس طرح حیوانات کا کام کھانا پینا اور گوبر کرنا ہے بالکل اسی طرح کفار کی حالت ہے 'ویتمتعون اور چند دن کے لئے دنیاوی نفع سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

متکبرانہ انداز سے کھانے پینے کی مذمت :

اس طرح حضورؐ نے کھانے کے طور طریقے بھی بتلا دیئے کہ تکبر کے انداز میں کھانے سے پرہیز کرو تکبر کے طریقے سے کھانا پینا ترک کر دو مثلاً لیٹ کر کھانا یا گاؤ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھانا غرض ہر وہ طریقہ جس کے اندر تکبر ہو اس کی نفی فرما دی۔ اور ان صورتوں سے بھی منع کر دیا جن کی وجہ سے پیٹ میں کھانا زیادہ چلا جائے کھاتے وقت بیٹھنے کی مسنون شکلیں ہیں کوئی ایسی شکل اختیار نہ کرے کہ خوراک زیادہ اندر چلی جائے مثلاً آلتی پالتی مار کر (چہار زانوں) بیٹھنا یا خوراک سے پلیٹ بھر کر ٹہلتے ہوئے کھانا جیسے کہ آج کل ہوتا ہے یہ بے ادبی اور تکبر کا انداز ہے نیز کھڑے ہو کر کھانے میں آنتیں بالکل کھلی رہتی ہیں تو خوراک زیادہ اندر چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔

کھانے میں تواضع اور انکسار :

تو اسلام ہماری صحتوں کا بھی خیال رکھتا ہے دنیوی اور اخروی فوائد کا لحاظ رکھتا ہے بلا ضرورت کھڑے ہو کر پانی پینے کی بھی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ انما انا عبد اکل کما یاکل العبد رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں تو ایک بندہ ہوں جس طرح ایک غلام کھانا کھاتا ہے اس طرح کھاؤں گا۔ غلام اور نوکر خود کو عاجز سمجھتا ہے۔ مالک کے ساتھ نہیں بیٹھتا آقا کی طرف سے جو کچھ ملتا ہے اس پر بہت شکر گزار ہوتا ہے ایسی کیفیت اس پر طاری ہوتی ہے کہ پتہ چلتا ہے کہ مالک کا بڑا احسان مند ہے۔ سارے طریقے شکر گزاری کے اختیار کرنے کی تلقین کی گئی۔

مالک سائل کو جو کچھ ملتا ہے کاسہ گدائی میں ڈال کر بڑی احسان مندی سے کھا کر دعائیں دیتا ہوا رخصت ہوتا ہے تو حضور فرماتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے غلام ہیں اس کی نعمت کو اس طرح استعمال کریں گے جس طرح ایک غلام اپنے آقا کی نعمت کو کام میں لاتا ہے۔ ہر ذرہ پر شکر گزار رہیں گے۔

کھانے کی ابتدا اور انتہا کی دعا :

کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھیں گے ان الله ليرضى عن العبد ياكل الاكلة كل اويشرب الشربة فيحمد لله عليها۔ اللہ اس پر خوش ہوتے ہیں کہ جو کھایا پیا اس پر اسکی حمد بیان کی جائے۔ کھانے کے بعد بھی شکریہ ادا کیا جائے آخر میں پھر دعا پڑھے الحمدلله الذى اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمين۔

کفران نعمت کے طریقے ممنوع ہیں :

اور کیفیت بھی کھاتے وقت عاجزی کی ہو۔ حضورؐ فرماتے ہیں اما انا فلا اكل متكئاً کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا۔ اگر چہ حرام نہیں لیکن رسول اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس طریقہ کو پسند نہیں کرتا تو آپ کے صحابہ اور پیروکاروں کے لئے یہی کافی ہے کہ جب حضورؐ ایک طریقہ کو پسند نہ فرماویں تو ان کا ایک امتی کیسے اس کی

جرأت کرے گا تو عام طریقوں سے تکبر، تبختر، کفرانِ نعمت کی نفی فرمادی اگر کھانا گر گیا اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالو۔ کھانے کو گندی جگہ نہیں ڈالنا کیونکہ یہ نعمت کی ناشکری ہے۔ اگر آپ کسی مہمان کے سامنے مرغ وغیرہ رکھ دیں وہ کچھ کھائے اور کچھ دور پھینک دے تو آپ کیا محسوس کریں گے۔ کیا اس مہمان کے اس رویہ کو کوئی پسند کرے گا ہرگز نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جب کسی کو انعامات سے نوازے اور وہ ان انعامات کی ناشکری کرے تو اس پر بہت ناراض ہوتے ہیں۔ عاجزی اور بندگی کے اظہار پر خوش ہوتے ہیں حضورؐ سے جب نوالہ گرتا تو اس کو اٹھا لیتے تھے اگر اس پر کوئی گندگی وغیرہ لگی ہوتی تو صاف کر کے اللہ کے شکریہ کے ساتھ کھا لیتے تھے۔

بہر حال امام ترمذی کے ان ابواب میں ان فطری امور میں بھی تعین مقدار اور اعتدال بتلانا چاہا ہے کہ افراط و تفریط سے پرہیز رکھو بالکل بھوکا بھی نہیں رہنا چاہیے بالکل نہ کھائے خودکشی کرے تو حرام ہے۔

عبادت میں اعتدال :

حضورؐ کے پاس ایک عورت آئی حضرت عائشہؓ نے اسکی بڑی تعریف فرمائی کہ روزے رکھتی ہیں ساری رات عبادت کرتی ہیں بڑے مجاہدے کرتی ہے تو حضورؐ نے فرمایا میں تو کھاتا بھی ہوں پیتا بھی ہوں اور رات کو نیند اور آرام بھی کرتا ہوں۔ فاقہ کشی تو خودکشی ہے۔ ولعینك علیك حق ولنفسك علیك حق یعنی تجھ پر تیری آنکھ اور تیرے نفس کا حق ہے۔ اگر ایک طالب علم مسلسل مطالعہ کرتا رہے تو استاد اور مصلح اس کو سمجھائے گا بدن کا بھی حق ہے۔ آرام اور نیند بھی کرو۔ تو حضورؐ نے اس عورت کی حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ جس نے جان جوکھوں میں ڈال رکھی تھی وہی کام کرو جو کر سکو۔ فاقہ کشی تفریط ہے۔ اللہ کی نعمتوں سے ایک دائرہ کے اندر مستفید ہوتے رہو۔ تبتل اسی لئے حرام ہے۔

صوم وصال کی ممانعت :

اسلام میں صوم وصال سے منع کیا گیا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ روزہ بھی ہو تو رات کو خالی پیٹ نہیں سونا چاہیے بلکہ کچھ کھا کر سویا جائے۔ خالی پیٹ سونے سے صحت کو نقصان پہنچے گا تو صوم وصال سے منع فرمایا کہ ربکم مثلی تم میں سے کون میری طرح ہے مجھے تو اللہ کھلاتا پلاتا ہے روحانی طور پر۔ تو اس کے اندر میری اتباع نہ کرو ہر چیز میں بالکل اعتدال ہے۔ تفصیلات انشاء اللہ آگے آئیں گی۔ اطعمہ طعام کی جمع ہے کھانوں کے بارے میں حضورؐ سے جو کچھ منقول ہے حلت ہو یا حرمت یا کراہت فائدہ کی اشیا ہوں یا نقصان کی سب کا ذکر آئے گا۔ حضورؐ کے قول و فعل اور تقریر سے اس کی وضاحت ہوگی۔ دستر خوان پر کسی کو کوئی شئی کھاتے ہوئے دیکھا یا بازار میں خود اس کو استعمال نہیں کیا۔ لیکن منع بھی نہیں کیا تو جائز ہے مثلاً کسی کو کوکا کولا پیتے ہوئے دیکھا ہوتا، منع نہیں کیا تو یہ آپؐ کے سکوت کی وجہ سے جائز ہوگا۔